رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکو دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک ساڑھے سات روپے

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲ جولائی ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ | نمبر ۱

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود میں خدا کے فضل وکرم سے خیروعافیت ہے۔

جناب میاں عبدالرحمن خانصاحب وعبداللہ خانصاحب خلف الرشید حضرت نواب صاحب ڈلہوزی تشریف لیگئے ہیں جہاں سے ان کے بخیریت پہنچنے کی اطلاع موصول ہوچکی ہے۔

عزیز عبدالسلام صاحبزادہ کلاں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ چند روز سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب خاص طور سے دعا فرمادیں۔ کہ خدا تعالیٰ عزیز موصوف کو صحت بخشے

اخبار احمدیہ

ترقی اسلام کی تبلیغی کوشش

آسٹریلیا میں تبلیغ احمدیت

ملک آسٹریلیا میں ہمارے مخلص بھائی حسن موسیٰ خانصاحب احمدی بلیغ بڑی سرگرمی اور تندہی سے تبلیغ کا کام کررہے ہیں۔ ان کے بھائی بہادر علی خاں صاحب جو ابھی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں بڑے اخلاص اور محبت سے لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔ انہوں نے پینتالیس روپے کے کتب ورسالہ جات بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت تبلیغ اور اخلاص میں ترقی دے۔ آمین!

صاحب موصوف کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں بعض ہندوستانی ملانے جو یہاں کی قحط سالی سے تنگ آکر ہرسال بھیک مانگنے چلے جاتے ہیں دلائل سے تنگ آکر اس طرح جوش مخالفت کو بھڑکا رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کو جگہ بہ جگہ "جادوگر" مشہور کرتے۔ اور سادہ لوحوں کے دلوں میں نفرت کا بیج بوتے ہیں۔ احمدی احباب ان مخلص بھائیوں کی تبلیغی کوششوں میں کامیابی اور برکت کے لئے دعا فرمادیں۔ سکرٹری ترقی اسلام

قادیان اور اسکے مضافات میں زمین کے خریداروں کو اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا منشاء ہے کہ قادیان کے اردگرد کے دیہات میں زمین خریدی جائے۔ لیکن ایسے رنگ میں کہ قیمت غیر معمولی بڑھ نہ جائے۔ اس لئے جو لوگ مضافات قادیان یا قادیان میں زمین خریدنا چاہیں حضرت صاحب کی بلا حکم

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں اُن کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انھیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

۹۹۱ مستری بھولا صاحب ضلع گورداسپور
۹۹۲ نور بی بی صاحبہ " "
۹۹۴ فاطمہ بی بی صاحبہ " "
۹۹۵ عبد اللہ صاحب " "

جون ۱۹۱۸ء

۹۹۶ سبط نبی خاں صاحب " مراد آباد
۹۹۷ احمد خان صاحب فیلڈ
۹۹۸ ماسٹر مومند و خاں صاحب منصوری
۹۹۹ زمان خانم صاحبہ دہلی
۱۰۰۰ صالحہ خاتون صاحبہ بنگالہ
۱۰۰۱ مسماۃ رحیم النساء صاحبہ بھاگلپور
۱۰۰۲ عبد اللطیف قریشی صاحب سبی
۱۰۰۳ شیخ نور الدین صاحب مستونگ
۱۰۰۴ حوالدار محمد خاں صاحب ضلع شاہپور
۱۰۰۵ جمعدار نیک عالم صاحب فیلڈ
۱۰۰۶ محمد بخش صاحب کپور تھلہ
۱۰۰۷ وحی الدین باکر بنگال
۱۰۰۸ غلام محمد صاحب ضلع گجرات
۱۰۰۹ شیخ سردار علی صاحب " فیروزپور
۱۰۱۰ شیخ غلام محمد صاحب ضلع فیروزپور
۱۰۱۱ مولوی حسن دیز خانصاحب " پشاور
۱۰۱۲ سید سلطان حسین صاحب " بھاگلپور
۱۰۱۳ محمد سرور صاحب نگھام
۱۰۱۴ شیخ نور محمد صاحب پٹیالہ
۱۰۱۵ محمد یعقوب صاحب ضلع جھنگ
۱۰۱۶ فقیر اللہ صاحب " مظفر نگر
۱۰۱۷ میاں مولا بخش صاحب " "
۱۰۱۸ احسان علی صاحب " جھنگ
۱۰۱۹ سید عالم شاہ صاحب چھاؤنی لاہور
۱۰۲۰ سردار بی بی صاحبہ ضلع گجرات
۱۰۲۱ اللہ دتا صاحب " سیالکوٹ
۱۰۲۲ اہلیہ " "
۱۰۲۳ الطاف حسن خانصاحب شاہجہانپور
۱۰۲۴ اسید لعل شاہ صاحب ضلع گجرات
۱۰۲۵ محمد دین صاحب " "
۱۰۲۶ اہلیہ " " "
۱۰۲۷ دختران و پسران " "
۱۰۲۸ رجب صاحب کشمیر
۱۰۲۹ حسین بی بی صاحبہ "
۱۰۳۰ عبد الصمد صاحب "
۱۰۳۱ عبد العزیز صاحب کشمیر
۱۰۳۲ خورشید بی بی صاحبہ "
۱۰۳۳ محمد رمضان صاحب "
۱۰۳۴ عبد الغنی صاحب "
۱۰۳۵ غلام محمد صاحب ضلع ہوشیارپور
۱۰۳۶ فتح علی صاحب " شاہپور
۱۰۳۷ محمد الدین صاحب سیالکوٹ شہر
۱۰۳۸ رحمت اللہ صاحب راولپنڈی
۱۰۳۹ نقیر اللہ صاحب "
۱۰۴۰ حیات محمد صاحب لائل پور
۱۰۴۱ شیخ فضل کریم صاحب لاہور
۱۰۴۲ محمد دین صاحب "
۱۰۴۳ مولوی سراج الدین صاحب "
۱۰۴۴ اہلیہ محمد اعظم خاں صاحب پٹیالہ
۱۰۴۵ ابراہیم صاحب ضلع لدھیانہ
۱۰۴۶ اہلیہ و عیال "
۱۰۴۷ نور محمد صاحب " منٹگمری
۱۰۴۸ اہلیہ محمد بخش صاحب پٹیالہ
۱۰۴۹ اہلیہ قدرت اللہ صاحب
۱۰۵۰ رحمت خاں صاحب ضلع گجرات

(باقی آئندہ)

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اطلاع

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ روزانہ باقاعدہ حضور سیر کے لئے نکلتے ہیں۔

کل جمعہ میں آپ نے اس اصل پر مختصر مگر جامع تقریر فرمائی۔ کہ کل کامیابیوں کی کلید عبودیت ہے۔ مکان کی تلاش کا سوال ایک حد تک حل ہو گیا ہے۔ یعنی دو بڑے کمرے ایک عمدہ موقع پر مل گئے ہیں۔ کل تلاش مکان کی وجہ سے گونہ بے اطمینانی رہی۔ میرا خیال ہے مکان جدید میں چلے جانے کے بعد شاید حضرت کوئی کام بھی شروع کر دیں اگرچہ آپ کی صحت کا اقتضا یہی ہے کہ متواتر کئی ماہ تک آرام کیا جاوے مگر حضرت کی طبیعت بیکار نہیں رہ سکتی پرسوں کئی گھنٹے مطالعہ کرتے رہے تمام قافلہ خدا کے فضل سے بخیریت ہے (یعقوب علی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

بانی آریہ سماج کی سخت دل آزار تحریروں میں سے کچھ

گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

"ستیارتھ پرکاش" ضرور ضبط ہونی چاہئے۔

(۳)

گذشتہ نمبروں میں ہم۔ پنڈت دیانند صاحب بانی آریہ سماج کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے اصل الفاظ سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ان سے اہل اسلام کے دل سخت مجروح ہو رہے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ضرور شور و شر پیدا ہوگا۔ اس لئے گورنمنٹ عالیہ کو چاہئے۔ کہ اس فتنہ انگیز کتاب کو ضبط کرکے پیدا ہونے والے خطرے کا کلی طور پر انسداد کر دے۔ ممکن ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے ان حوالہ جات کی وجہ سے جو ہم نے پیش کئے ہیں صرف اتنے ہی حصہ کو قابل ضبطی قرار دیا جائے۔ جس کے وہ حوالے ہیں۔ اور باقی کتاب کو نقصان رساں نہ سمجھا جائے۔ اس لئے ہم اس کے دیگر مقامات کے وہ حوالے بھی پیش کرتے ہیں۔ جن میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگوں کی بھی سخت دل آزاری کی گئی ہے۔ اور نہایت غیر مہذب و ناشائستہ الفاظ میں ان کے مذہبی عقائد کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ عیسائیت کے متعلق پنڈت دیانند صاحب نے جو دل شکن اور ناروا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

عیسائیت کے خلاف بدزبانی

خدا کے متعلق

پنڈت صاحب مذکور نے عیسائیت کو اپنی بدزبانی کا ہدف بناتے ہوئے۔ خدا کے متعلق جو نہایت ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ ہمہ داں نہیں۔ جنگلی آدمی۔ کم علم قصاب۔ ایذا رساں۔ بے رحم۔ گنہگار۔ حاسد شیطان سے بھی بڑا کام کرنے والا۔ تماشاگر۔ عجیب ڈاکٹر۔ اکھاڑہ کا پہلوان۔ پہاڑی آدمی وغیرہ وغیرہ کہا ہے۔

ذیل ہم ستیارتھ پرکاش کے اصل الفاظ معہ حوالجات لکھتے ہیں:۔

(۱) "اگر عیسائیوں کا خدا ہمہ دان ہوتا تو اس شریر سانپ یعنی شیطان کو کیوں پیدا کرتا؟" صفحہ ۴۰۹

(۲) "عیسائیوں کا خدا ہمہ داں نہیں" صفحہ ۴۱۰

(۳) "عیسائیوں سے پوچھنا چاہئے۔ کہ خدا کے بیٹے اور اس کی بیوی ساس سسرا سالا۔ اور رشتہ دار کون ہیں؟" صفحہ ۴۱۳

(۴) "یہ کتاب (بائبل) جنگلی آدمیوں کی تصنیف ہے" صفحہ ۴۰۹

(۵) "کیا عیسائیوں کا خدا انسان کی طرح کم علم نہیں ہے؟" صفحہ ۴۱۰

(۶) "چونکہ عیسائیوں کے خدا میں یہ صفت نہیں ہے۔ بلکہ وہ قصاب کی طرح کام کرتا ہے۔ اور سب انسانوں کو ایذا رساں بھی اسی نے بنایا ہے۔ پھر بتلائیں کہ عیسائیوں کا خدا بے رحم ہونے کی وجہ سے گنہگار کیوں نہیں؟" صفحہ ۴۱۱

(۷) جب ساری زمین پر ایک ہی زبان بولی جاتی ہوگی۔ تب انسانوں کو باہم نہایت خوشی حاصل ہوتی ہوگی۔ لیکن کیا کہا جائے عیسائیوں کے حاسد خدا نے سب کی زبان خلط ملط کرکے سب کا ستیاناس کر دیا۔ یہ بڑا غضب کیا۔ کیا شیطان کے کام سے بھی بڑا کام نہیں؟" صفحہ ۴۱۱

(۸) "ظاہر ہوتا ہے کہ جنگلی آدمیوں کا ایک گروہ ہوگا۔ ان میں سب سے بڑے آدمی کا نام انجیل میں خدا رکھ لیا ہوگا" صفحہ ۴۱۲

(۹) "دیکھئے عیسائیوں کے خدا کا تماشا کہ لڑکوں اور عورتوں کی مانند چڑ چڑا پن (؟) طعنے دیتا ہے" صفحہ ۴۱۲

(۱۰) "واہ عیسائیوں کے خدا۔ تو تو عجیب ڈاکٹر ہے۔ بتا تو سہی رحم کھولنے کا کونسا اوزار یا دوا ہے؟" صفحہ

(۱۱) "عیسائیوں کا خدا اکھاڑہ کا پہلوان ہوگا"

(۱۲) "عیسائیوں کا خدا ایک پہاڑی آدمی تھا۔

پہاڑ پر رہتا تھا۔ چونکہ وہ خدا سیاہی قلم کاغذ نہیں بنا سکتا تھا۔ اور نہ ایسے یہ اشیاء میسر ہو سکتی تھیں۔ اس لئے پتھر کی لوحوں پر لکھا کرتا تھا۔ اور جنگلیوں کے سامنے خدا بھی بن بیٹھا کرتا تھا" صفحہ ۴۲۰

(۱۳) "اب دیکھئے اسرائیل کے عیسائیوں کے خدا کا تماشا" صفحہ ۴۲۵

(۱۴) "جیسے اس زمانہ کے عیسائی حاکم۔ ڈاکو چور وغیرہ کو جلدی سزا دیتے ہیں ویسا بھی عیسائیوں کا خدا نہیں۔ پھر کون ایسا بے عقل آدمی ہے۔ کہ وید کے مت کو چھوڑ کر پھر عیسائی مذہب قبول کرے" صفحہ ۴۲۴

(۱۵) اب یہ بتلایئے۔ کہ تمہارے خدا کا منہ کیسا ہے۔ یورپین کا سا گورا۔ یا افریقہ والے حبشیوں کا سا سیاہ یا کسی اور ملک کے باشندوں کی مانند" صفحہ ۴۴۹

جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ عیسائی صاحبان کی نظر سے ستیارتھ پرکاش کے مذکورہ بالا گندے الفاظ نہیں گذرے۔ اس لئے تاحال انہوں نے اس کے خلاف کوئی پر زور آواز نہیں اٹھائی۔ لیکن ممکن نہیں کہ ہمیشہ کے لئے "ستیارتھ پرکاش" ان کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔ اور وہ اس کے متعلق کوئی نوٹس نہ لیں۔ اور گورنمنٹ کو اس کی طرف توجہ دلائیں۔ کیونکہ اس کی وجہ سے سخت فتنہ و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔

حضرت مسیح کے متعلق

خدا کے علاوہ حضرت مسیح کی شان میں۔ پنڈت دیانند صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ممکن نہیں کہ کوئی عیسائی انہیں پڑھے۔ اور اس کی آنکھوں میں غصہ اور رنج کی وجہ سے خون نہ اتر آئے۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ اس وقت تک عیسائی صاحبان نے اس معاملہ میں بڑے صبر اور تحمل سے کام لیا ہے۔ اور کوئی ایسی بات نہیں کی۔ جس سے ان پر کوئی حرف آتا ہو۔ حالانکہ ان کے مذہبی جذبات کو پامال کرنے اور انہیں اشتعال دلانے میں کوئی کمی نہیں کی گئی۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش کے ذیل کے فقرات سے ظاہر ہے۔

حضرت مسیح کے متعلق پنڈت دیانند صاحب لکھتے ہیں:

(۱) "ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ نے اپنے مذہب کا جال اس لئے پھیلایا ہے۔ کہ لوگوں کو اس میں اس طرح پھنسائے۔ کہ جس طرح مچھلی کو ماہی گیر جال میں پھنساتا ہے۔ جب خود عیسیٰ ایسا تھا۔ تو آج کل کے پادری۔ اگر اپنے جال میں پھنسا دیں تو کیا تعجب ہے" صفحہ ۴۲۷

(۲) "جس زمانہ میں عیسیٰ پیدا ہوا تھا۔ اس میں لوگ جنگلی اور مفلس تھے۔ اور عیسیٰ بھی ویسا ہی تھا" صفحہ ۴۲۸

(۳) دیکھئے عیسیٰ جنگلی آدمیوں کو یقین دلانے کے لئے بہشت کا چیف جنبش بننا چاہتا تھا۔ صرف بھولے لوگوں کو سبز باغ دکھلایا ہے" صفحہ ۴۲۹

(۴) "جن نفاق اور لڑائی فساد کی بنیاد عیسیٰ نے ڈالی۔ وہی آج تک لوگوں میں قائم ہے" صفحہ ۴۲۹

(۵) "گھر کے لوگوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنانا عیسیٰ ہی کا کام ہے۔ کسی نیک آدمی کا نہیں" صفحہ ۴۲۹

(۶) یہ ناممکن باتیں عیسیٰ کی جہالت پر دلالت کرتی ہیں۔ اگر اسی ذرا سی بھی تمیز ہوتی تو وہ ایسی پرپیچ باتیں کیوں کہتا رہتا ہے۔ جہاں درخت نہیں۔ وہاں ارنڈ کا درخت ہی بڑا سمجھا جاتا ہے۔ ویسے ہی جنگلی جاہلوں کے ملک میں عیسیٰ کا ہونا بھی غنیمت تھا لیکن آج اس روشنی کے زمانہ میں عیسیٰ کس گنتی میں ہے" صفحہ ۴۳۲

(۷) "عیسیٰ خود بے علم اور لڑکوں کی سی عقل والا تھا" صفحہ ۴۳۲

(۸) "اور چالاکی دیکھئے۔ عیسیٰ نے یہ خیال کر کے لوگ بعد موت بھی میرے جال سے نہ نکل جائیں یہ باتیں گھڑیں" صفحہ ۴۳۲

(۹) چونکہ عیسیٰ بڑھئی کے گھر پیدا ہوا تھا ہمیشہ لکڑی چیرنے چھیلنے۔ کاٹنے اور جوڑنے کا کام کرتا رہا ہو گا۔ اسے اس جنگلی ملک میں پیغمبر بننے کا شوق چڑھ آیا۔ تو وہ عجیب قسم کی باتیں کرنے لگا" صفحہ ۴۳۴

(۱۰) "دراصل یوسف بڑھئی تھا۔ اس لئے عیسیٰ بھی بڑھئی تھا۔ کئی ایک برس تک بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ بعدہٗ پیغمبر بنتا بنتا خدا کا بیٹا ہی بن بیٹھا۔ اور جنگلی لوگ اسے ایسا ماننے لگ گئے۔ بہت کاریگری ظاہر کی۔ کاٹنا کونٹا پھاڑنا پھوڑنا بڑھئی کا کام ہوا کرتا ہے" صفحہ ۴۳۹

(۱۱) "عیسائیوں کی کتاب کے مصنف اور عیسیٰ خدا کا بیٹا شیطان ہوں تو ہوں۔ خدا شیطان نہیں" صفحہ ۴۴۰

(۱۲) یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ کہ یہاں تو عیسیٰ کی دو آنکھیں تھیں اور سینگ کا نام و نشان نہ تھا۔ لیکن بہشت میں جا کر سات سینگ اور سات آنکھیں لگ گئیں۔ اور وہ ساتوں خدا کی روحیں یا عیسیٰ کے سینگ اور آنکھیں بن گئیں" صفحہ ۴۴۴

مندرجہ بالا الفاظ کے متعلق کسی قسم کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ان میں اس قدر زہر بھرا پڑا ہے۔ کہ خود بخود ٹپک رہا ہے۔ اور ایسا خطرناک اور تیز ہے۔ کہ

جن کے حلق میں ٹپکایا گیا ہے - وہ تو الگ رہے دوسروں کے لئے سخت تکلیف کا موجب ہو رہا ہے - اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جن کے لئے یہ زہر تیار کیا گیا ہے اور جن کے منہ میں ڈالا گیا ہے - ان کی کیا حالت ہوگی - اور وہ اس کی وجہ سے کس قدر تکلیف اور دکھ میں ہونگے -

عیسائیوں کے دیگر عقائد کے متعلق

عیسائی صاحبان کے دیگر عقائد کے متعلق بھی پنڈت دیانند صاحب نے نہایت دل آزار الفاظ استعمال کئے ہیں - جنہیں بطور نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

حضرت مریم کی عیسائی صاحبان نہایت ہی عزت کرتے - اور انھیں ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے پاک یقین کرتے ہیں - لیکن دیکھئے ستیارتھ پرکاش میں کیسے نامہذب اور بیہودہ الفاظ میں ان کا ذکر کیا گیا ہے - لکھا ہے -

"بات یہ معلوم ہوتی ہے - کہ کسی آدمی کے ساتھ صحبت ہونے سے مریم حاملہ ہو گئی ہوگی اس نے یا کسی اور آدمی نے یہ مشہور کر دیا ہوگا - کہ اس کا حمل خدا کی طرف سے ہے" صفحہ ۴۴۷

حضرت مسیح کے حواریوں کی نسبت لکھا ہے

(۱) "اگر عیسیٰ میں گناہ کے دور کرنے - ایمان کے قائم کرنے اور پاک کرنے کی طاقت ہوتی - تو وہ اپنے شاگردوں کا ایمان قائم کرکے ان کے گناہ دور کر انھیں پاک کیوں نہ کر دیتا - جب عیسیٰ ان کو جو اس کی زندگی میں ان کے ساتھ رہا کرتے تھے پاک نہ کر سکا - اور نہ ان کا ایمان قائم کر سکا - اور نہ ان کی بہتری کر سکا - تو مرنے کے بعد کیا کر سکتا ہے" صـ۴۱۳

(۲) "یہ محض خواب و خیال کی سی لغو باتیں کرنے والا بہشت میں کبھی داخل نہ کیا گیا ہوگا" صـ۴۲۹

حضرت مسیح سے پہلے انبیا کی عموماً اور **حضرت موسیٰ علیہ السلام** کی خصوصاً عیسائی صاحبان بہت عزت و تکریم کرتے - اور نہایت ادب و تہذیب سے ان کا نام لیتے ہیں - ان کی نسبت پنڈت صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ :-

(۱) "تعجب ہے کہ کس کس فریب سے برکت پاکر بعض سدھ اور پیغمبر بن جاتے ہیں - کیا یہ اور اس قسم کے لوگوں کو عیسائی ہادی جانتے ہیں - اس مذہب کے بیہودہ ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے" صـ۴۱۶

(۲) "اب دیکھئے بائبل کے اعلیٰ ہادی مذہب اور پیغمبر موسیٰ کی خصلتیں غصہ وغیرہ بدصفات سے پر - انسان کی جان کشی کر ڈالا - اور چور کی مانند شاہی سزا سے گریز کر جانا اور بھید چھپانے کی وجہ سے جھوٹ بولنے والا بھی ضرور ہوگا - ایسے شخص کو بھی خدا ملا - وہ پیغمبر بنا - اس نے یہودیوں کا مذہب جاری کیا - جیسا موسیٰ آپ تھا ویسا اس کا مذہب تھا - عیسائیوں کے سب ہادیان مذہب موسیٰ سے لیکر آخر تک جنگلی حالت میں تھے - ان میں علم مطلق نہ تھا" صـ۴۱۷

(۳) "موسیٰ نے کیا جال پھیلایا - کہ آپ ہی خدا بن بیٹھا" صـ۴۱۲

(۴) "وہ صاف ظاہر ہوتا ہے - کہ موسیٰ شہوت پرست تھا" صـ۴۲۲

بہشت کے متعلق عیسائی معتقدات کو صدمہ پہنچانے کے لئے دیانند صاحب بہشت کا مندرجہ ذیل نقشہ تجویز کرتے ہیں کہ

(۱) "کیا بیراگیوں کے مندر سے عیسائیوں کا بہشت کم ہے - دھوم دھام تو کچھ زیادہ ہی ہے" صـ۴۴۳ -

(۲) "پراٹسٹنٹ عیسائی تو بت پرستی کی تردید کرتے ہیں - لیکن ان کا بہشت بت پرستی کا گھر بن رہا ہے" صـ۴۴۳

(۳) "دیکھئے بلے چوڑے گھوڑے - ان کے بہشت میں بھی بیچاری عورت چلاتی ہے" صفحہ ۴۴۵

(۴) "جو شخص عیسائیوں کے بہشت میں جاتا ہوگا - وہ بھی لڑائی میں دکھ پاتا ہوگا - ایسی بہشت کا خیال یہیں سے چھوڑ ہاتھ جوڑ کر بیٹھے رہو - جہاں امن میں خلل ڈالا جاتا ہے - اور فساد بپا رہتا ہے - ایسا بہشت عیسائیوں کو ہی مبارک ہے" صفحہ ۴۴۵

(۵) "اور تماشہ دیکھئے - عیسائیوں کے بہشت میں بیاہ بھی ہوتے ہیں - کیونکہ عیسیٰ کا بیاہ خدا نے وہیں کیا - پوچھنا چاہئے کہ اس کا سسر - ساس - سالا وغیرہ کون تھے - اور اس کے ہاں کتنے بال بچے ہوئے اور منی کے زائل ہو جانے سے - طاقت - عقل قوت عمر وغیرہ بھی کم ہو گئی ہوگی" صـ۴۴۷

(۶) "خوب عیسیٰ نے بہشت میں عمدہ دلہن حاصل کی - اب وہ وہاں چین اڑاتا ہوگا - اور جو عیسائی وہاں جاتے ہونگے - ان کو جوروئیں ملتی ہونگی - اور ان کے ہاں بال بچے بھی ہوتے ہونگے - اور بہت بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہونگی - لوگ مرا بھی کرتے ہونگے - ایسے بہشت کو دور ہی سے سلام ہے" صـ۴۴۸

یہاں تک تو ہم نے عیسائی معتقدات کے متعلق ستیارتھ پرکاش کی شر انگیز اور فتنہ خیز تحریروں کو دکھایا ہے - اب یہ بتاتے ہیں کہ عیسائی صاحبان کو کن الفاظ میں یاد کیا گیا ہے - اور ان کو کیا خطاب دئے گئے ہیں - پنڈت دیانند صاحب لکھتے ہیں

(۱) "عیسائی پڑوسیوں کے مال کی طرف اس طرح رجوع ہوتے ہیں جیسے پیاسا آدمی پانی کی طرف بھوکا اناج کی طرف" صـ۴۰۳

(۲) "اے عیسائیو - اب تو اس وحشیانہ مذہب

کو چھوڑ کر شائستہ ویدک دھرم کو قبول کرو کہ جس سے تمہاری بہتری ہو۔" ص ۴۲۲

(۳) "اگر عیسائی عیسیٰ کی باتوں کو مانتے ہیں۔ تو یہاں سے دیوی بھوتوں کی باتیں کیوں نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ باتیں بھی انہیں کی مانند ہیں۔" ص ۴۲۸

(۴) "عیسائیوں کی باتیں بچوں کی سی اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہیں۔" ص ۴۲۹

(۵) "نفاق سے ہر طرح آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ پر عیسائیوں نے اسے گرو منتر سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ جب دو شخصوں میں نفاق ڈالنا خود عیسیٰ اچھا سمجھتا تھا۔ تو عیسیٰ کے پیرو اسے کیوں نہ اچھا سمجھیں" صفحہ ۴۲۹

(۶) "اسرائیل کے خاندان کا طرفداری کی وجہ سے انصاف ہی نہ کیا جائیگا۔ بلکہ ان کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور وہ اور خاندانوں کا انصاف کریں گے۔ اسی وجہ سے عیسائی عیسائیوں کی بہت طرفداری کرتے ہیں۔ اگر کوئی گورا کسی کالے کو مار ڈالے تو بھی طرفداری کرکے عموماً مجرم کو بے قصور ٹھیرا کر بری کر دیا جاتا ہے ایسا ہی عیسیٰ کے بہشت میں بھی انصاف ہوگا۔" ۴۳۳

(۷) "باوجود ایک حد تک عالم ہونے کے عیسائی اب بھی ہٹ دھرمی اور پیچیدگی معاملات کی وجہ سے اس کھوکھلے مذہب سے کنارہ کش ہو کر حقیقی وید کے راستے کی طرف رجوع نہیں ہوتے۔ یہی ان میں نقص ہے۔" ص ۴۳۴

ستیارتھ پرکاش کے مذکورہ بالا اقتباسات جس قدر عیسائی صاحبان کا دل دکھانے اور رنج پہنچانے والے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ اور ان کی وجہ سے جس قدر فتنہ و فساد پھیل سکتا ہے۔ وہ بھی عیاں ہے۔ اس لئے گورنمنٹ کو چاہئے۔ کہ اس فتنہ انگیز کتاب کو ضبط کرکے ہر قسم کے خطرات کا انسداد کر دے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ عیسائی صاحبان جنہوں نے ستیارتھ پرکاش کے مذکورہ بالا دل دوز الفاظ اور فقرات سے لاعلم اور ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ اور گورنمنٹ عالیہ کو ان کی طرف توجہ نہیں دلائی۔ اب پورے زور اور ساری کوشش سے اس کام کو سرانجام دیں گے اور ستیارتھ پرکاش کے ذریعہ پیدا ہونے والے فتنہ کا قلع قمع کرنے میں سستی سے کام نہ لیں گے۔ ورنہ اس کا وبال ان کے سر رہیگا۔

سناتن دھرمیوں کے متعلق پنڈت دیانند کی بدزبانی

سناتن دھرم وہ مذہب ہے۔ جو ہندوستان کے ہندوؤں کا قدیم سے چلا آرہا ہے۔ اس میں اپنے مذہبی اصول سے واقف اور اپنی مذہبی کتب کے جاننے والے اچھے اچھے ماہر ہوتے ہیں۔ پنڈت دیانند صاحب بھی پہلے اسی مذہب کے اصولوں کو مانتے۔ اور ان کے مطابق عمل کرنے والے تھے۔ لیکن بعد میں جب انہوں نے نیا رنگ اختیار کیا۔ تو نہ صرف پہلے عقائد اور اعمال کو ترک کر دیا۔ بلکہ ان کے خلاف بڑے زور شور کے ساتھ آواز اٹھائی۔ اور ان کے متعلق نہایت سخت اور گندے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ نیز ان کے ماننے اور تسلیم کرنے والوں کو نہایت برے اور غیر مہذب الفاظ سے یاد کیا ہے۔ خاص کر برہمنوں کو جن کی علمی اور مذہبی فضیلت کی وجہ سے سناتن دھرمی لوگ نہایت ہی عزت کرتے ہیں۔ بہت ہی برا بھلا کہا ہے۔ یہاں ان تمام فحش اور دل آزار تحریروں کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ صرف چند ایک مقامات بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

پنڈت دیانند صاحب جو کہ خود بھی برہمن تھے۔ برہمنوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) "وید اور رشیوں۔ منیوں کے شاستروں میں عالم اور دھارمک لوگوں کا نام جو برہمن لکھا ہے اس کو لوگ (احمق) شہوت پرست فریبی۔ مکار۔ ادھرمیوں پر عائد کر بیٹھے۔ بھلا راستباز عالموں کے اوصاف ان احمقوں میں کس طرح آسکتے ہیں۔" صفحہ ۲۳۶

(۲) "جو گپ ماری ان بیچاروں نے بلا چون و چرا مان لی۔ اب ان نام کے برہمنوں کی بن پڑی۔ سب کو اپنے کلام کے جال میں پھنسا کر قابو کر لیا۔" ص ۲۳۶

(۳) "جب چھتری ورنوں والے دولتمند آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ملے تو پھر فضول برہمن کا نام بدنام کرنیوالوں کو عیش و عشرت کا موقعہ مل گیا" ص ۲۳۶

(۴) تمہارے اعمال تو دوزخیوں کے ہیں۔ کیا کیڑے۔ مکوڑے۔ پرندے وغیرہ بنوگے۔" صفحہ ۲۳۶۔

(۵) "برہمن رات دن سوائے بہکانے کے اور کوئی کام نہیں کرتے۔" ص ۲۳۷

"برہمنوں کی کرتوت" ص ۲۳۹

(۶) "جھوٹی کتابیں رشی۔ منیوں کے نام سے تصنیف کیں۔" ص ۲۳۸

(۷) "مہرشیوں کے نام کی آڑ میں اپنے پر سے سزا کی قید اٹھا دی" ص ۲۳۸

(۸) "نام کے برہمن سادھو جو چاہیں کریں" ص ۲۳۸

(۹) "برہمنوں کی مرضی میں جو آیا کرنے لگے" ص ۲۳۸

(۱۰) "غفلت اور شہوت میں غرق ہو گئے" ص ۲۳۸

(۱۱) "شہوت میں غلطاں ہوئے۔ تو گوشت شراب کا استعمال چپکے چپکے کرنے لگے یہاں تک کہ ان میں سے بام مارگیوں کا ایک فرقہ پیدا ہو گیا۔" ص ۲۳۹

برہمنوں کے متعلق اس قدر دل آزار کلمات

لکھنے کے علاوہ سناتن دھرمی اصحاب کے دیگر عقائد مثلاً اوتار - مورتی پوجا - سوتنا تفہ - تعدارکا جی - جولاکھی بردوار - پُران وغیرہ کے متعلق بھی نہایت ناشائستہ اور رنجیدہ الفاظ میں ذکر کیا ہے جسے بعت طوالت طویل ہونے کی وجہ سے ہم نظر انداز کرتے ہیں اور صرف ستیارتھ پرکاش کے صفحات لکھ دینے پر اکتفا کرتے ہیں
سناتنی صاحبان صفحہ ۲۳۲ تا ۳۰۸ ضرور ملاحظہ فرماویں - تا انھیں اندازہ ہوسکے - کہ اس کتاب میں ان کی کس قدر دل آزاری کی گئی ہے - اور اس کے ضبط کرانے کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی کتنی ضرورت ہے -

بابا نانک رح کے متعلق بدزبانی

حضرت بابا نانک رح سکھوں کے نزدیک جو درجہ اور فضیلت رکھتے ہیں - اور جیسی عزت اور توقیر ان کی کی جاتی ہے - وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں - لیکن پنڈت دیانند صاحب کی زبان درازی سے وہ بھی نہیں بچ سکے - چنانچہ ان کے متعلق ستیارتھ پرکاش میں لکھا گیا ہے کہ
"نانک جی کا دعا تو اچھا تھا - لیکن علمیت کچھ بھی نہ تھی - ہاں اپنے ملک کی زبان یعنی گنواری بولی جانتے تھے - صفحہ ۳۰۵ -
ان گنواروں کے سامنے جنہوں نے سنسکرت کا نام بھی نہ سُنا تھا سنسکرت بناکر سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہونگے - یہ بات اپنی عزت و توقیر اور شہرت کی آرزو کے بغیر کبھی نہ کرسکتے تھے - ان کو شہرت کی خواہش ضرور تھی - ورنہ جیسی زبان جانتے تھے کہتے رہتے - اور یہ بھی ظاہر کردیتے کہ میں نے سنسکرت نہیں پڑھی - جب کچھ خود پسندی تھی تو عزت حاصل کرنے کے لئے کچھ ریاکاری

بھی کی ہوگی -"

یہ ہم نے ان چند مذاہب کے پیرووں کی دل آزاری کے نمونے ستیارتھ پرکاش سے دکھلائے ہیں - جو عام طور پر ہندوستان میں پائے جاتے ہیں - ورنہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فرقے ہیں - جن کا ذکر اس میں نہایت بدتہذیبی کے ساتھ کیا گیا ہے - جس سے ثابت ہے کہ ستیارتھ پرکاش ایک ایسی خطرناک اور فتنہ انگیز کتاب ہے کہ کسی مذہب کے انسان کو بھی اس نے رنج اور تکلیف پہنچانے سے مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک اس کے ہاتھوں نالاں اور پریشان ہے - پس گورنمنٹ کو ضرور اس طرف توجہ کرنی چاہئے - علاوہ ازیں "ستیارتھ پرکاش" میں ایسی تعلیم بھی نہایت کھلے الفاظ میں دی گئی ہے - جو گورنمنٹ کے متعلق رعایا کے دل میں نفرت اور حقارت کے جذبات پیدا کرتی - اور وفاداری اور عقیدت مندی کو سخت نقصان پہنچاتی ہے - چنانچہ ہم آئندہ اسپر وضاحت کے ساتھ لکھیں گے اس لحاظ سے بھی اس کتاب کا ضبط ہونا نہایت ضروری ہے -

کرنسی نوٹوں کے متعلق گورنمنٹ کی اطلاع عام

الفضل کے کسی گزشتہ پرچہ میں ہم نے گورنمنٹ کو ان تکالیف کی طرف توجہ دلائی تھی - جو نوٹوں کے بھنانے کے متعلق بعض کوتاہ نظر اور بداندیش صرافوں - بنکوں اور دوکانداروں نے پہنچانا شروع کی تھیں - اور اس طرح لوگوں میں بد امنی و بے اطمینانی پھیلانے کے موجب ہورہے تھے - خوشی کی بات ہے کہ فنانشل سکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب نے حال میں نوٹوں کے متعلق ایک اطلاع عام شائع کی ہے - جو امید ہے بہت کچھ

مفید اور قابل اطمینان ثابت ہوگی - نیز ایک دو مقامات پر بٹہ لینے والوں کو گرفتار کرکے جرمانہ وغیرہ کی سزا بھی دیگئی ہے - جس سے دوسروں کو عبرت ہوگی - تاہم پبلک کا طبقۂ غربا جو عام طور پر ایک روپیہ کا نوٹ استعمال کرتا ہے اس کی تکالیف کے ازالہ کا پورا انتظام ضروری ہے - کیونکہ دوکاندار ایک روپیہ کا نوٹ لیکر دو تین آنہ کا سودا دینے سے اس بہانے انکار کردیتے ہیں - کہ ہمارے پاس کریانہ نہیں ہے - اور اب تو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شملہ میں کریانہ ہی سکہ دینے کی بجائے دوکاندار ڈاکخانے کے ٹکٹ دیتے ہیں - جنھیں بوجہ ان کے ایک طرف لیسدار ہونے کے عام لوگوں کا سنبھال کر رکھنا نہایت مشکل ہے - امید ہے کہ گورنمنٹ اس تکلیف کے رفع کرنے کی طرف بھی توجہ فرمائیگی - کریانہ ہونے ہوئے دینے سے انکار کرنے والوں کے لئے بھی کوئی اسی قسم کا اعلان کریگی - جیسا کہ نوٹوں پر بٹہ لینے والوں کی نسبت کیا ہے - جو یہ ہے -
"گورنمنٹ کو یہ سنکر افسوس ہوا ہے کہ بعض بدنیت اشخاص کرنسی نوٹوں کو بٹہ لئے بغیر لینے سے انکار کرتے ہیں اسطرح کرنا بالکل ناجائز ہے - کیونکہ کرنسی نوٹ قانونی طور پر اُن پر مندرجہ رقم کے برابر ہوتے ہیں - اور اس لئے اُن کی قیمت اسی قدر چاندی کے روپوں کی طرح ہوتی ہے چنانچہ گورنمنٹ اپنی واجب الوصول جملہ رقوم مثلاً معاملہ زمین وغیرہ کی ادائیگی میں ہمیشہ نوٹوں کو خوشی لیتی ہے - اور اسی طرح قرضہ جنگ کی بابت بھی نوٹ لئے جاتے ہیں - اسی طرح ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ذاتی قرضوں کی ادائیگی میں کرنسی نوٹوں کو اُن پر مندرجہ رقم کے عوض دے اُس کا قرضخواہ اُس کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ قرضہ کی رقم روپوں یا کسی دیگر سکہ کی شکل میں ادا کرے - گورنمنٹ کا یقین ہے کہ جو افواہیں کرنسی نوٹوں کے خلاف اُڑائی گئی ہیں - وہ محض ایسے بدنیت اشخاص کا کام ہے جو جانتے ہیں کہ یہ افواہیں بے بنیاد ہیں - لیکن اُن کو صرف اس غرض سے مشہور کرتے ہیں - کہ ناواقف لوگوں کو ورغلا کر اُن کے نوٹ اُن کی اصل قیمت سے کم روپیہ ادا کرکے حاصل کریں اور خود نفع اُٹھائیں - اُمید ہے کہ عوام الناس ایسے لوگوں

آریہ پترکا کی اُلٹی سمجھ

"آریہ پترکا" ایک آریہ اخبار ہے۔ جس کا جنم حال ہی میں "پرکاش پارٹی" کی مخالفت اور لالہ رادھاکشن صاحب ایڈیٹر پرکاش کو صلواتیں سنانے اور بدنام کرنے کے لئے ہوا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ایسا اخبار جس کی بنیاد ہی عداوت اور دشمنی عناد اور ہٹ اور نقصان رسانی اور ایذا دہی کے اینٹ گارے پر رکھی گئی ہے۔ وہ اپنے ناظرین کو "الفضل" کا تعارف ان الفاظ میں کراتا ہے۔ کہ "یہ مرزائیوں کے قادیانی فریق کا آرگن ہے۔ جو کہ لاہوری مرزائیوں کے ساتھ اکثر دست بگریبان رہا کرتا ہے"

ہمارے نزدیک یہ الفاظ لکھنے کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ کہ "آریہ پترکا" اپنی امن پسند اور صلح کل پالیسی پر فخر کرتا ہوا الفضل کو "دست بگریبان" ہونے والا قرار دے۔ لیکن کیا وہ اپنے ناظرین کو اس قدر سادہ لوح سمجھتا ہے کہ جنہیں ابھی تک اس کی پالیسی سے بھی آگاہی نہیں ہے۔ اگر نہیں تو پھر جبکہ اس کا ہر ایک نمبر ایڈیٹر صاحب پرکاش اور ان کے ہم خیالوں کو بدنام کرنے۔ انھیں مغلظات سنانے اور ان کے ساتھ دست دگریبان ہونے کے لئے وقف ہوتا ہے۔ اور اسی مقصد اور مدعا کے لئے اس کا جنم ہوا ہے۔ تو وہ کس مُنہ سے دوسروں کو دست دگریبان ہونے کا طعنہ دیتا ہے۔ اور کیوں اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر نہیں دیکھتا۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہ دیکھنے کے مرض میں قریباً تمام ہی آریہ اخبارات مبتلا ہیں۔ اس لئے "آریہ پترکا" معذور سمجھے جانے کے قابل ہے۔

یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اب ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں "ایڈیٹر صاحب پرکاش اور گوشت خوری" کے عنوان سے ایک مضمون نکلا تھا۔ جس کا مفاد یہ تھا کہ آریہ سماج کا ایک لیڈر اور ذمہ وار اخبار نویس جو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب (یعنی پنجاب کے آریوں کی صدر انجمن) کا سکرٹری بھی رہ چکا ہے وہ مدتوں گوشت کھاتا رہا ہے۔ چونکہ وہ ایسے مذہب کا پابند ہے۔ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں گوشت کھانا ممنوع اور سخت گناہ ہے۔ اور پھر وہ شخص معمولی اور ادنیٰ طبقہ میں شمار نہیں ہوتا بلکہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

اس سے ہم نے منجملہ اور نتائج کے ایک نتیجہ یہ بھی نکالا تھا کہ یہ اس مذہب کا قصور ہے کیونکہ گوشت کھانے کی خواہش فطری ہے۔ یعنی فطرت نے انسان کو ایسے سامان عطا کئے ہیں۔ جو گوشت خوری کے ممد و معاون ہیں۔ اور ان کی وجہ سے گوشت کھانا انسان کے لئے کسی قسم کے ضرر کا باعث نہیں ہوتا۔ بلکہ فائدہ رساں ہوتا ہے۔

ہمیں گوشت خوری کے متعلق ایڈیٹر صاحب پرکاش کو مخاطب کرکے یہ لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ اس لئے کہ انھوں نے ایک مضمون میں گوشت کھانے کو اسلام کا نقص قرار دیا تھا۔ ہم نے ان کو الزامی جواب کے طور پر کہا کہ اسلام اگر گوشت کھانے کی اجازت دیتا ہے۔ تو یہ نہ خلاف قانون قدرت ہے اور نہ خلاف انسانیت۔ بلکہ عین قانون قدرت کے مطابق ہونے کے علاوہ انسانی فطرۃ کے تقاضا کے بھی ماتحت ہے۔ مگر آپ جو باوجود گوشت خوری کے خلاف ہونے کے خود گوشت کھاتے رہے ہیں اس سے آپ نے اپنے مذہب کا نقص ثابت کردیا ہے۔ کیونکہ اگر آپ جیسے مذہبی شخص کو مذہب اس فطری تقاضا کے پورا کرنے کی اجازت دیتا۔ تو پھر آپ کو ایسا کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔

ہمارے اس الزامی جواب پر "آریہ پترکا" لکھتا ہے۔ کہ

"ہم اس بات کو چھوڑکر کہ انسانی فطرت کیا ہے۔ اور کن اسباب اور کن حالات میں وہ کیا کچھ کرتی ہے۔ صرف اس قدر اپنے دوستوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ شراب پینا۔ زناکاری۔ ٹھگی۔ اور چوری کیا اسلام میں جائز ہیں۔ اگر نہیں تو کیا وہ انسانی فطرت کے خلاف ہیں۔ اگر خلاف ہیں۔ تو سینکڑوں مسلمان کیوں شراب پیتے ہیں۔ اور زناکاری ٹھگی اور چوری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اگر ایک لالہ رادھاکشن کے ماس کھانے سے ماس خوری انسانی فطرت کے مطابق کہی جاسکتی ہے۔ تو سینکڑوں مسلمانوں کا مذکورہ بالا مذموم افعال کا مرتکب ہونا کیوں فطرت کے مطابق قرار نہ دیا جائے۔ اور چونکہ اسلام میں ان بد افعال کی ممانعت کی تلقین ہے اس سے اس کو کیوں ایک نامکمل مذہب نہ کہا جائے"

ہم نہیں سمجھتے۔ کہ "آریہ پترکا" نے ہمارے یہ کہنے پر کہ گوشت خوری فطرت کے مطابق ہے۔ اور جو مذہب اپنے پیرووں کو اس سے روکتا ہے۔ وہ ان کے ایک فطری تقاضا کو روک کر یا تو اپنے خلاف کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یا ان کی فطرت کا خون کرتا ہے۔ شرابخوری زناکاری۔ ٹھگی اور چوری کو کیوں پیش کردیا ہے۔ کیونکہ ہم نے تو ایک ایسی چیز سے روکنے کو آریہ دھرم کا نقص بتایا ہے۔ جس کے استعمال کو دنیا کا کثیر حصہ فطرت کے مطابق قرار دیتا ہے۔ اور ہم خود بھی اسے فطرت انسانی کے مطابق سمجھتے ہیں۔ لیکن کیا ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" اس بات کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ صفحہ عالم پر کسی جگہ شرابخوری۔ زناکاری۔ ٹھگی اور چوری کو بھی انسانی فطرت کا مقتضا سمجھا جاتا ہے۔ یا کیا وہ خود ہی یہ بات ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اگر تو وہ ان افعال شنیعہ کو فطرت انسانی کے مطابق سمجھتے ہیں اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو ان کا حق ہے کہ ہم پر یہ سوال کریں۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وہ خود ہی غور فرما دیں۔ کہ ایک ایسی چیز جس کے متعلق کہ ہم فطرت انسانی کے مطابق سمجھتے ہیں۔ اور اس کو ثابت

کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ان کا ایسے امور کو پیش کرنا جن کے فطرت کے مطابق ہونے کا انھیں خود بھی اقرار نہیں۔ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" ذرا غور فرماویں اور دیکھیں کہ "الفضل کی نرالی منطق" ہے۔ یا ان کی سمجھ کا پھیر ہے۔ ہم نے گوشت خوری کو اس لئے انسانی فطرت کے مطابق قرار نہیں دیا کہ لالہ رادھا کشن صاحب گوشت کھاتے رہے ہیں۔ کیا جب تک ہمیں ان کے گوشت کھانے کا علم نہیں تھا اس وقت تک ہم گوشت خوری کو خلاف فطرت کہتے تھے اگر نہیں تو پھر اب ہمیں ان کے گوشت کھانے کی خبر سن کر فطرت کے مطابق قرار دینے کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ ہم نے یہ کہا ہے کہ چونکہ گوشت کھانا انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اس لئے لالہ صاحب موصوف پوشیدہ طور پر گوشت کھانے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس کو الٹا کر یہ بنا لینا کہ گویا اب ہم پر ایڈیٹر صاحب پرکاش کے گوشت کھانے کی وجہ سے گوشت کے فطرت کے مطابق ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔ خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔ اور اسی وجہ سے انھیں یہ دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے کہ "اگر ایک لالہ رادھا کشن کے ماس کھانے سے ماس خوری انسانی فطرت کے مطابق کہی جا سکتی ہے۔ تو سینکڑوں مسلمانوں کا مذکورہ بالا (زنا کاری۔ چوری۔ ٹھگی) مذموم افعال کا مرتکب ہونا کیوں فطرت کے مطابق قرار نہ دیا جائے"؟

اگر ایڈیٹر صاحب موصوف کو ان افعال شنیعہ کو فطرت کے مطابق قرار دینے کا شوق ہے تو ہم انھیں منع نہیں کرتے۔ وہ بڑی خوشی سے ایسا کریں اور اپنے عمل سے اپنے قول کی تصدیق کر کے دکھا دیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ اس معاملہ میں دنیا کے کسی عقلمند کو وہ اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ جس چیز کو وہ فطرت قرار دیتے ہیں۔ وہ فطرت کے مطابق نہیں ہے۔

ایڈیٹر صاحب کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ فطرتی تقاضا اور چیز ہے اور اس کا کسی بیجا محل پر استعمال کرنا اور چیز تو غالباً اس قسم کے مغالطہ میں نہ پڑتے جن میں کہ وہ اب پڑ گئے ہیں۔

چنانچہ جو باتیں انھوں نے پیش کی ہیں۔ وہ فطرتی تقاضوں کے بیجا اور بے محل استعمال کے نام ہیں۔ اس لئے کوئی عقلمند انھیں فطرت کے مطابق نہیں کہہ سکتا۔ مثلاً زناکاری ہے۔ اس کے متعلق کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جن قویٰ اور جس خواہش کی بنا پر اس کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ وہ فطری نہیں ہے۔ اس لئے اس کو ایک برا فعل قرار دیکر زناکاری کے نام سے موسوم کیا گیا۔ لیکن جب اسی خواہش اور انھیں قویٰ سے برمحل کام لیا جاتا ہے۔ تو اسے کوئی برا فعل نہیں کہتا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ انسان کو خواہش اور قوتیں تو فطری طور پر دی گئی ہیں۔ آگے اس کے غلط استعمال کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ یہی حال چوری وغیرہ کا ہے مثلاً ضروریات انسانی کے لئے مال حاصل کرنے کی خواہش فطرت میں داخل ہے۔ لیکن وہ شخص جو ناجائز طریق سے اسے حاصل کرتا ہے۔ وہ چوری اور ٹھگی وغیرہ کا مرتکب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جو جائز طریق کے مطابق کام کرتا ہے۔ اس کو ایسا نہیں کہا جاتا۔ غرضیکہ ہر ایک برا اور مذموم فعل فطری طاقتوں اور قویٰ کے غلط اور شریعت کے خلاف استعمال کرنے کا نام ہے نہ کہ صحیح طور پر کام کرنے کا۔ جس کا ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" کو بھی اعتراف ہے۔ لیکن گوشت خوری کے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ فطرت صحیحہ اور شریعت حقہ کے خلاف نہیں ہے۔ اس لئے اس کا استعمال کرنا برا نہیں بلکہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ اور جو مذہب اس سے روکتا ہے۔ وہ انسانی فطرت کا خون کر کے اپنے ناقص ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

پس ایڈیٹر صاحب "آریہ پترکا" کو اپنے سوال پر دوبارہ غور کر کے "الفضل کی نرالی منطق" قرار دینے کی بجائے اپنی الٹی سمجھ کا علاج کرنا چاہئے۔ تا ایسے بودے طریق پر قلم اٹھانے سے انھیں ندامت دامنگیر ہو۔

ایڈیٹر صاحب موصوف نے اپنی ادھوری تحریر کو ایک چالاکی کے سہارا کھڑا کرنے کی بھی کوشش کی ہے اور وہ اس طرح کہ آپ دھمکی دیتے ہیں۔ کہ "امید ہے کہ ہمارے معاصر (الفضل) کی اس مختصر جواب سے تسلی ہو جائیگی۔ اور وہ اپنی منطق کو واپس لیگا۔ ورنہ ہمیں اس مضمون پر ذرا وضاحت کے ساتھ لکھنا پڑیگا۔ اور اس وقت تک ہمارا قلم نہ رکیگا۔ جب تک پوری ڈگری حاصل نہ ہو جائے"۔

معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب موصوف کو یہ علم نہیں ہے کہ ہمارے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ اس لئے انھوں نے محض دھمکی سے ہی کام نکالنا چاہا ہے لیکن وہ یاد رکھیں کہ ہم ان کی متین اور سنجیدہ تحریروں کا جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ ہاں اگر انھوں نے اپنے رشی پنڈت دیانند صاحب کے نقش قدم پر چلنا چاہا۔ اور ستیارتھ پرکاش کے مرتبہ کی تقلید میں کچھ لکھا تو پھر ہم آج سے ہی انھیں ڈگری دیئے دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس گالیوں اور بد زبانیوں کا جواب دینے کے لئے نہ تو وقت ہے۔ اور نہ ہی شرافت اجازت دیتی ہے۔ ہاں ہم صرف اصولی بحث کے لئے ہر وقت آمادہ ہیں اور ان دلائل کو سننے کے بہت مشتاق ہیں۔ جو آریہ صاحبان گوشت خوری کو خلاف فطرت ثابت کرنے کے لئے اپنے سینہ میں چھپائے رکھتے ہیں۔

دعا کی جائے ۲/۵

میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کی وجہ سے سخت مقدمات میں گرفتار ہوں۔ تمام احمدیوں سے درخواست ہے کہ میری مخلصی کے لئے بتوجہ تمام دعا کی جائے۔

(ایک احمدی خاتون)

آخری فیصلہ یا دعا مباہلہ

اور ثنائی فرار

مندرجہ ذیل مضمون انجمن احمدیہ خیار نے چھپوا کر شائع کیا ہے۔ احباب تقسیم کرنے کے لئے بمحصول ڈاک بھیجکر وہاں سے منگوا سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

ضعف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے حضرت مسیح موعود کے آخری فیصلہ کی دعا کو پیش کر کے یہ مغالطہ دینا چاہا ہے۔ کہ گویا وہ مباہلہ کی دعا نہیں۔ بلکہ یکطرفہ دعا ہے۔ اس لئے انکشاف حقیقت کے لئے ہم ذیل میں آخری فیصلہ کی دعا کو درج کر کے پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کا اقرار کہ یہ دعا مباہلہ کی دعا ہے پیش کریں گے اور پھر یہ دکھائیں گے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس کے مقابلہ سے بھاگ گئے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ بچ گئے۔

آخری فیصلہ کی دعا

اے میرے مالک بصیر و قدیر۔ جو علیم و خبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو وہ مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں۔ تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے۔ بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین

...... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

آمین بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید

مرقومہ ۱۵- اپریل ۱۹۰۷ء۔
یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

ثنائی اقرار کہ یہ دعا مباہلہ کی ہے

اگرچہ اس دعا کے دعا مباہلہ ہونے پر ہمارے پاس بہت سے دلائل ہیں۔ لیکن ہم یہاں بنجانہ باید رسانید پر عمل کر کے صرف مولوی ثناء اللہ کا اپنا ہی اقرار پیش کرتے ہیں۔ سنو۔ وہ لکھتے ہیں:۔

(۱) مرزا صاحب پر ہمارے مباہلہ کا اثر (مرقع دسمبر ۱۹۰۷ء)

(۲) مرزا جی نے ہمارے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا۔ (مرقع بابت دسمبر ۱۹۰۷ء)

(۳) ناظرین آگاہ ہونگے کہ قادیانی کرشن نے ۱۵- اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار دیا تھا۔ (مرقع جون ۱۹۰۸ء)

۱۵- اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار پر جب پورا ایک سال گذرا۔ تو مولوی صاحب نے پھر لکھا۔ کہ

"ان واقعات کو ملحوظ رکھ کر کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ مرزا جی کی دعا مباہلہ کا اثر کچھ ظاہر ہوا۔" (مرقع ص ۱۹)

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ یہ دعا مباہلہ کی دعا ہے تو اب صرف ثنائی فرار دکھانا باقی ہے۔ تو سنو مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں:۔

ثنائی فرار

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے"۔ اہلحدیث ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء

انکار مباہلہ کی وجہ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

اور "سنو! بل متعنا ھؤلاء و اٰباءھم حتی طال علیھم العمر جن کے صاف معنی یہی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتاتے ہو۔ کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی" (اہلحدیث مورخہ ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء)

اب جبکہ مولوی صاحب نے خود ہی راہ فرار اختیار کی اور مباہلہ نہ کیا۔ بلکہ الٹا یہ لکھدیا کہ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں ملا کرتی ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود کی دعا مباہلہ بھی منسوخ ہو گئی۔ جیسا کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ڈاکٹر ڈوئی کے مباہلہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"یہ بات بہت واضح ہے کہ اذا فات الشرط فات المشروط یعنی جب ڈوئی نے دعا نہیں کی تو مباہلہ بھی نہ ہوا۔" (مرقع جولائی ۱۹۰۷ء)

اسی طرح جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل دعا نہیں کی۔ تو مباہلہ نہ ہوا۔ اور جب مباہلہ نہ ہوا تو اب

حضرت مرزا صاحب کی وفات [illegible] والسلام [illegible] سیکرٹری انجمن احمدیہ [illegible] ۱۵- جون ۱۹۱۸ء

قادیان سے بمبئی

رقم زدہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر

گذشتہ جون کی یاد

جون- جون ایک سال ہونے کو آیا- کہ خوبی قسمت سے میں مکہ کا حاجی ہونے کی بجائے حلقہ احباب میں محض بمبئی کا حاجی کہلایا- اب بھی مستقبل میں خدا جانے کیسے واقعات میرے لئے خزانہ غیب میں ہیں- اور اللہ تعالےٰ نے میرے لئے کیا مقدر کیا ہے بہرحال آج کا دن گذشتہ جون کی یاد- اور پریشان کن واقعات کا خیال دلاتا- اور اس عمدہ سبق کا احساس کراتا ہے- جو جون ۱۹۱۷ء میں راقم الحروف کو حاصل ہوا تھا- وہ یہ کہ میں نے حضرت کے خلاف منشاء بار بار عرض کرنے اور کرانے کے بعد اجازت سفر لی تھی- مگر نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے حج کے بغیر واپس ہونا پڑا- اور حضرت نے فرمایا-

"ماسٹر صاحب کو پھر خدا نے خلافت کی طاقت دکھا دی ہے- انھوں نے مجھ سے پکڑ پکڑ کر اجازت لی تھی"

پچھلے سال کسی پنجابی صوفی کا کلام

"عشق کہے بوہا یار دا کعبہ- ایتھوں قدم نہ چاونا جی"

یعنی یار کا دروازہ کعبہ ہے- اس سے قدم نہیں اٹھانا چاہیئے- میری زبان پر رہتا- اور میں یہی یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے لئے خلیفہ کی خدمت اور اسلام کا کام کرنا بھی ایک حج ہے-

گاڑیوں میں سواریوں کی افراط

غرض آج گذشتہ سال کی یاد مجھے آتی- میں قادیان سے بٹالہ اور بٹالہ سے امرتسر روانہ ہوا- چونکہ اب گاڑیاں صرف دو ہیں- ایک صبح ۵ بجے اور دوسری شام کو ۶ بجے بٹالہ سے چلتی ہیں اس لئے تھرڈ کلاس گاڑیاں اندھوں مال گاڑیوں کی طرح انسانی بوریوں سے بھری جاتی ہیں- [illegible] کہ جانے والی بوریاں اس قدر ایک دوسرے سے لاگ ڈانٹ- اور شولڈر بازی کرتی ہیں کہ آدم کے بچوں کو سوار ہونا مشکل ہو رہا ہے- گاڑی کے خانے میں برابر سفر کی بوروں میں کشمکش جاری رہی- یہانتک کہ امرتسر پہنچا-

دربار صاحب امرتسر

خیال آیا کہ ڈاک گاڑی تو تیسرے پہر جائیگی اس سے بہتر ہے- دربار صاحب ہی کی سیر کریں- چنانچہ میں گولڈن ٹیمپل پہنچا-

اور سلطنت اسلام کے کھنڈرات پر تعمیر ہونیوالی سکھ حکومت کے نشانات کا ملاحظہ کیا- اور اگرچہ صبح کا وقت ہونے کے باعث- مسلمان مردانہ کو ہر وقت ساتھ رکھنے والے- اور

"کلمہ کہوں تو کل پڑے- بن کہے کل نا"

کا ورد کرنے والے گرو کے سکھوں نے انتظام کر رکھا ہے- کہ ۸ بجے سے قبل مسلمانوں کو مندر کے اندر نہ جانے دیا جائے- مگر وہ جس طرح مردانہ کی تصویر کو گرو کے بازو سے- گرنتھ صاحب کے اوپر سے- اور کرشنا پرشاد کے چھونے سے دور نہیں کرسکتے اسی طرح وہ گرو کے اصل سکھوں کے دل سے بھی اس مندر کی عمارت اس مندر کی اشیاء کے تصورات کو محو نہیں کرسکتے- میں نے جب چھوت چھات کی پابندی کا ذکر سنا تو گو میرا جسم امرتسر کے تالاب کا طواف کر رہا تھا مگر قلب کہہ رہا تھا

اللہ یہ عمارت زمان شاہ کی عطا کردہ سلطنت اور مسلمانوں کے بنائے ہوئے راجاؤں کی یادگار- اس کی بنیاد میں حضرت میاں میر کے ہاتھوں کی رکھی ہوئی- اس کے قیمتی پتھر جہانگیر کے مقبرہ سے لئے ہوئے- اور یہ عمارت حضرت حاجی صوفی نانک شاہ کی یادگار- اور پھر اس میں چھوت چھات و بت پرستی- غرض میں نے دربار صاحب دیکھا- باہر آکر میں مندر کی دیوار کے ساتھ سر لگائے ہوئے- ناکوں سے مرادیں مانگنے والے مرد اور عورتیں دیکھے- اور واپس ڈاکٹر عباداللہ صاحب کی دوکان واقعہ ہال بازار کے بالاخانہ پر جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے مہمانوں کے آرام کی خاطر ایک حد تک وقف کر رکھا ہے- دوپہر کو آرام کیا-

سٹیشنوں پر مسلمان مسافروں کو پانی کی تکلیف

چونکہ مجھے بریلی ہوکر بمبئی جانا تھا- اس لئے ۳ بجے کلکتہ میل میں سوار ہوا- راستہ میں میں نے تعجب سے دیکھا کہ سوائے جالندھر شہر کے جہاں کے مسلمانوں نے پانی کا انتظام کر رکھا ہے- اور کسی جگہ اسٹیشنوں پر یہ آواز نہیں آئی کہ "مسلمانوں کا پانی" حالانکہ ہر سٹیشن پر سرکاری آدمی اور راجپوت پر ہندو طلباء بطور والنٹیر "ہندو کا پانی- ہندو کا پانی" پکار کر قومی خدمت اور قوم پرستی کا ثبوت دے رہے تھے- ایک طرف میں نے اس حالت کو دیکھ کر ریلوے کے انتظام پر اور دوسری طرف مسلمانوں کی مردہ حالت پر افسوس کیا- ریلوے پر اس لئے کہ اگر وہ جگہ جگہ ہندو اور مسلمان پانی والے علیحدہ مقرر نہیں کرسکتے تو کیا یہ بھی نہیں کرسکتے- کہ ہندو کہار کو حکم دیا جاوے کہ وہ بلا تمیز ہندو مسلمان سب کو پانی پلائے- اور مسلمانوں پر افسوس اس لئے- کہ ان کا جمود حد سے بڑھ گیا ہے- ہندو مہاجن لوگ تو اسٹیشنوں پر پانی پلانے آسکتے ہیں- مگر مسلمانوں میں سے ایک کو بھی فرصت نہیں کہ وہ یہ دردسری کرے-

آہ اگر یہ مسلمان مسلمان بن جاتے اور اس پانی سے اپنی پیاس بجھاتے- جس کی نسبت حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ع

"میں وہ پانی ہوں کہ اترا آسماں سے وقت پر"

تو ہرگز ان کی یہ ناگفتہ بہ حالت نہ ہوتی-

دس تاریخ کا آفتاب نکلنے سے پہلے بریلی پہنچا

نماز جنازہ

میاں نواب الدین صاحب احمدی ساکن مریال فوت ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں

ستیارتھ پرکاش

اور مسلمان اخبارات

ستیارتھ پرکاش کے متعلق الفضل میں جو کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ در شین کے خلاف آریہ اخبارات کا شور و شر نہیں ہے۔ بلکہ یہ اُن زخموں کی تراوش ہے۔ جو حرمت سے بانی آریہ سماج کی دل آزار تحریر مندرجہ ستیارتھ پرکاش نے ہم مسلمانوں کے دل و جگر میں لگا رکھے۔ اور جن کی درد اور ٹیس سے بیتاب ہو کر پیشتر ازیں بھی داد خواہی کی جا چکی ہے چنانچہ آج سے بہت عرصہ پہلے ریویو آف ریلیجنز ماہ جنوری ۱۹۱۱ء میں مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے نے ایک مبسوط مضمون اس کے متعلق لکھا تھا۔ اور ستیارتھ پرکاش کے دل آزار کلمات کا ایک لمبا چوڑا اقتباس دیا تھا۔ جس کا معتد بہ حصہ معاصر پیغام صلح لاہور نے نقل کر دیا ہے۔ اور اب ذیل کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ الفضل کا پہلا نمبر بھی نقل کر کے تائید مزید کی ہے۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ دیگر مسلمان اخبار بھی اس آواز میں ہم نوائی کا عملی ثبوت دیں گے۔ گو بعض معتقدات میں ہم سے اختلاف ہی کیوں نہ رکھتے ہوں۔ ایڈیٹر صاحب پیغام کی تحریر یہ ہے کہ:-

"الفضل میں ستیارتھ پرکاش کے متعلق پہلا نمبر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ یار و مددگار ہو۔ آور نرمائے۔۔۔۔۔ میں نے الفضل کا وہ مضمون پیغام صلح میں نقل کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔"

دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح

احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

(از نامہ نگار)

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہنگامۂ یورپ

فرانس میں امریکن فتوحات

لنڈن ۲۶-جون ایک فرانسیسی اعلان مظہر ہے کہ ہم نے علاقہ میلی رینوال میلیکوک وَلی آکور نیلیٹ اور لورین میں حملے کئے اور کلدار توپیں اور قیدی گرفتار کئے۔ لیبوریٹ کے شمال میں ہماری ایک چھوٹی سی چوکی کے خلاف جرمنوں کی تازہ کوشش پسپا کی گئی۔ امریکن افواج نے کل شام دشت بیلیول کی طرف ایک شاندار مقامی حملہ کیا۔ ۱۵۰ قیدی جن میں ایک کپتان شامل ہے۔ پیشتر ازیں شمار کئے جا چکے ہیں۔

توپخانہ کی لڑائی

لنڈن-۲۶-جون-۱ بجے بعد دوپہر- ایک برطانوی اعلان مظہر ہے۔ کہ ہم نے سلی لی سیک کے نواح میں اور مروائیل کے مغرب کی طرف۔ چھوٹے حملوں میں کچھ قیدی گرفتار کئے۔ اور کلدار توپیں چھین لیں نواح ولیسر آنکرے۔ گومیکورٹ۔ بیلول۔ لینز کے جنوب کی طرف اور علاقہ ہیزبروک میں دشمن کا توپخانہ خوب سرگرم کارزار تھا۔

دشمن کے شہروں پر ہوائی حملے

لنڈن-۲۶-جون برطانوی ایر منسٹری نے اعلان کیا ہے کہ ہماری ہوائی جہازوں نے کل صبح ساربرکن میں ریلوے سائیڈنگوں اور کارخانوں پر اور آفنبرگ میں بارکوں پر اور کارلزرو میں گولوں کے کارخانے دیگر کارخانہ جات پر براہ راست نشانہ مشاہدہ کئے گئے۔ جن سے ایک بھاری دھماکہ ہوا۔

مزید اطالوی فتوحات

لنڈن ۲۶-جون ایک اطالوی اعلان مظہر ہے کہ کیپو سائل میں صدر پل پر دوبارہ قبضہ کرنے کے بعد ہم نے کل اسے بڑھا لیا اور دشمن کے زبردست ہوائی حملوں کا بڑی مضبوطی کے ساتھ مقابلہ

تازہ خبریں

کابل میں گرانی

کابل کی خبر ہے کہ ہندوستان کی طرح وہاں بھی اشیاء کی قیمت گراں ہو رہی ہے۔ افغانستان میں باعث امن ہے۔ آجکل امیر صاحب کابل میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور اونی کارخانہ کی ترقی میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ مسٹر سٹکلف صاحب ہائیڈرولک انجنیر جو ۶ ماہ کی رخصت پر تھے۔ حال میں کابل واپس چلے گئے ہیں۔

وزیریوں کی درخواست

سرحد پر بھی ہر طرح سے امن ہے۔ جو وزیری بدمعاش ہونے سے بھاگ کر افغانستان چلے گئے تھے اب انہوں نے درخواست کی ہے۔ کہ اُن کو اپنے گھروں میں واپس آنے کی اجازت دیجاوے۔ اور وہ پنجاب کی افواج میں اپنے نوجوان بھرتی کرانے کو طیار ہیں۔

چیف کمشنر صاحب پشاور کا دورہ

جناب چیف کمشنر صاحب بہادر پشاور حال میں چترال کے دورہ سے واپس تشریف لائے ہیں۔ صاحب ممدوح نے چند روز چترال میں قیام کیا۔ جہاں آپکی تشریف آوری کی تقریب میں کھیل اور تفریح کا سامان کیا گیا۔

مسٹر تلک کو انگلستان جانے کی اجازت دیگئی

معاصر سول ملٹری گزٹ رقمطراز ہے کہ ہمیں مطلع کیا گیا کہ انہیں اس مقدمہ کے متعلق جو انہوں نے سر ولنٹائن چرول کے خلاف دائر کر رکھا ہے۔ اس شرط پر انگلستان جانے کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ تحریری وعدہ کریں۔ کہ وہ جب تک یورپ میں رہیں گے کوئی پولیٹکل کام نہیں کریں گے۔ اور جونہی مقدمہ ختم ہو جائے ہندوستان واپس آ جائیں گے۔

امپریل لیجس لیٹو کونسل

امپریل لیجس لیٹو کونسل کا آئندہ اجلاس ۴ ستمبر کو شملہ میں منعقد ہوگا۔

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر بمطبع انوار الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا